سوال

(89) عام مسلمان جو اجتہاد کے (بنیادی) علوم خمسہ تک نہ جانتا ہوں   الخ

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

عام مسلمان جو اجتہاد کے (بنیادی) علوم خمسہ تک نہ جانتا ہوں۔ بلکہ ان سے بالکل ناواقف ہو۔ اگر وہ متون حدیث پڑھ کر ظاہری معنی پر عمل کرے۔ سند کے رجال کا اس کو پتہ نہ ہو ناسخ ومنسوخ کو نہ جانتا ہو عام وخاص مطلق ومقید سے بے خبر ہو۔ صرف قال اللہ وقال الرسول کہہ سکے۔ ایسے شخص کے بارے میں فرمایئے۔ آیا اس کا یہ انداز صحت ایمان کے لئے کافی ہے۔ یا کسی مجتہد عالم کی تقلید ضروری ہے۔ جس کی نظر علم حدیث پر وسیع ہو وہ مجتہد حدیث کا معنی اور مدلول جانتا ہو ناسخ ومنسوخ مطلق ومقید عام وخاص کا فرق پہچانتا ہو۔ اجتہاد کے بنیادی علوم کا ماہر ہو اور دلائل شرعیہ میں اسباب ترجیح پر نظر رکھتا ہو۔ آیا صحت ایمان کے لئے ایسے عالم کی تقلید ضروری ہے یا نہیں ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

جو شخص صحیح حدیث نبوی پر عمل کرے جو حدیث سنیوں کی کتب صحاح ستہ وغیرہ میں ہو اور ان کتب میں ہو۔ جو محض احکام حدیث پر مشتمل ہیں۔ جیسے منتقی الاخبار ہے یا اس کی شرح نیل الاوطار ہے یا جیسے بلوغ المرام لک ادلۃ احکام ہے اور اس کی شرح مسک الختام

وسبل السلام وغیرہ ہے یا وہ حدیث مسند احمد اور اس قسم کی کتب احادیث میں تو اس قسم کی حدیث پر عمل کرنا درست اور صحیح ہے۔ کیونکہ آئمہ محققین نے ان کتب میں صحیح حدیث کا حق مکمل ادا کردیا ہے۔ ہاں مگر وہ حدیثیں جن پر آئمہ نے کلام کی اور ان کو ضعیف اور موضوع بتایا ان پر عمل نہیں کرنا چاہیے۔ اگر مجبوراً اہل علم کی رائے پر عمل کی نوبت آئے تو پھر ضعیف پر عمل کرنا زیادہ بہتر ہے۔ موضوع پر عمل نہیں کیا جائے گا۔ (یعنی رائے کے مقابلے میں ضعیف حدیث پر عمل کیا جائے گا۔)

یہی نظر امام اہل سنت امام احمد بن حنبلؒ کا ہے۔ تمام آئمہ حدیث کا ان کے اقوال اور فتاویٰ جات ان کی تصانیف میں موجود ہیں۔ جن کا یہاں نقل کرنا محض کلام کو طویل کرنا ہوگا۔ جیسے اسمائے رجال اور صحاح ستہ وغیرہ بر بحث محض تحصیل حاصل ہے۔ اب تو یہ کام (احوال رجال) محدثین نے آسان کردیا ہے۔ رجال کے بارے میں مستقل کتابیں لکھیں۔ جن میں ان کے مکمل حالات بیان اور سنت پر عمل کرنے والوں کے لئے روایت کا سمجھنا آسان کردیا ہے۔ کہ آیا یہ حدیث صحیح ہے یا ضعیف اس فن کی کتاب تہذیب التہذیب اور اس کا خلاصہ تقویب اب بازار سے دستیاب ہیں۔ اگر صرف ان کتب کا مطالعہ کیا جائے تو رجال کے بارے مفید باتیں با آسانی مل جاتی ہیں۔ ویسے تو صاحب بلوغ المرام کا فیصلہ بھی کافی ہے۔ وہ خود فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ حسن یا ضعیف کیونکہ مولف بلوغ المرام وہ جید عالم ہیں۔

کہ عادل عارف باحوال رجال امام فن اور بہت بڑے محقق ہیں تو ان کا یہ فیصلہ اتباع میں داخل ہے۔ تقلید میں شمار نہ ہوگا۔ کتاب وسنت اور شریعت حقہ میں نسخ کا باب بہت ہی کم

ہے علماء کی ایک جماعت نے ان کی شمار مکمل طور پر ذکر دیا ہے۔ (شاہ ولی اللہ دہلوی نے) فوز الکبیر فی احوال تفسیر میں پانچ آیات کو منسوخ بتایا ہے۔ امام ابن جوزی نے دس احادیث کو منسوخ شمار کیا ہے۔ ان علماء کی تحقیق نہیں۔ ان کے علاوہ کوئی آیت یا حدیث منسوخ نہیں۔ اس قدر قلیل مقدار کو ہر خاص وعام نوک زبان رکھ سکتا ہے۔ اس طرح وہ آیات اور حدیث منسوخہ غیر منسوخہ کو پہچان سکتا ہے۔ میں نے اپنی کتاب ازادۃ الشیوخ بمقدار الناسخ والمنسوخ میں ان آیات واحادیث کا زکر کر دیا ہے۔ اصل اصول تو عدم نسخ ہی ہے۔ لہذا عمل کرتے وقت نص کے بارہ ناسخ منسوخ کی بحث غیر ضروری ہے۔ بلکہ اس سے قطع نظر نص پر عمل واجب ہے۔ کیونکہ احکام شرع میں اصل ہے۔ عدم نسخ ایسے ہی اصل عدم تخصیص ہے اگرچہ تخصیص بکثرت پائی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ علماء کا قول ہے کہ ہر عام سے تخصیص ہوتی ہے۔ صرف

والله بكل شئ عليم اور والله على كل شئ قدير

جیسے عام سے تخصیص نہیں۔ اس قول کے باوجود ہم کہتے ہیں کہ عام پر عمل کیا جائے۔ اور تخصیص کی بحث دیکھے بغیر عمل کیا جائے۔ یہی مسلک صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمین کا تھا۔ بلکہ انبیاءؑ کا بھی یہی مسلک تھا۔ (غور فرمایئے) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

إِنَّا مُنَجُّوكَ وَأَهْلَكَ

اے نوح ہم تجھ کو اور تیرے اہل کو نجات دیں گے۔ جب طوفان میں پسر نوح غرق ہوا تو نوح علیہ السلام نے عرض کی

إِنَّ ابْنِى مِنْ أَهْلِى

(میرا بیٹا میرے اہل سے ہے۔) لفظ اہل کو عموم پر محمول کیا کیونکہ اہل مضاعف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا! وہ تیرے اہل سے خارج ہے۔ اور حضرت نوحؑ کے حمل بر عموم پر کسی طرح کا عتاب نہیں۔ بلکہ یہی فرمایا کہ تیرے اہل میں وہی شامل ہوگا۔ جو ایماندار ہوگا۔ عام وخاص کی طرح مطلق ومفید کا حال ہے اس اعتبار سے ان میں کوئی فرق نہیں۔ اگرچہ مفہوم آپس میں مختلف ہیں۔ پس عمل مطلق پ جائز قرار دیا جائے گا۔ جب تک مفید نہ آئے۔ مندرجہ بالا بحث سے پتہ چلا کہ جو شخص مذکورہ کتب حدیث سے حدیث نبوی یاد کرتا اور اس پر عمل کرتا ہے۔ اس کا یہ عمل صحیح ہے۔ اس میں کوئی خطاء نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے صحیح راستہ کھول دیا اور راہ مستقیم پر اس کو چلایا ہے۔ اور اس کو اتباع رسول کی توفیق دی ہے۔ بلا شبہ کہیے کہ شخص عمل کے اعتبار سے قوی دلیل اور راہ کے لحاظ سے صحیح راہ اختیار کیے ہوتا ہے۔ بخلاف اس شخص کے جو علماء کی بات سنتا ہے۔ اس پر عمل کرتا ہے۔ اور اس کی سند اس عالم اور قائل سے اس کو معلوم نہیں۔ اور اگر کسی ایک مسئلہ میں اس کو سند معلوم بھی ہے۔ اور ہزار سے لاکھ کی دلیل بتا بھی دے۔ تو باوثوق ذرائع کو وہ نہیں جانتا۔ اور نہ ہی یہ جانتا ہے کہ آیا اس قول کا قائل مجتہد ہے کہ اس کی تقلید کیجائے یا مجتہدین کے اس کی تقلید نہ کی جائے۔ اور نہ ہی اجتہاد اور عدالت کو وہ سمجھتا ہے۔ جو تقلید کے لئے بطور شرط موجود ہیں۔ غلبہ وعامل بالحدیث کہ علماء حدیث نے تو اپنی تمام زندگی اول تا آخر متون حدیث اسناد حدیث طرق حدیث کی پہچان میں صرف کر دی اوسنت کے متعلق باتوں کے جاننے میں گزار دی۔ اور باسند حدیث کو بے سند سے جدا کر کے دیکھایئں۔ اس مقصد کے حصول کے لئے انھوں نے اپنی پوری زندگی اور زو کثیر صرف کر دیں۔ لمبے لمبے سفر بڑی مصیبتیں برداشت کیں۔ اور ہر صحیح متن کو باسند رسول اللہ ﷺ تک پہنچایا۔ اب یہ عامی مسلمان اس حدیث کو اپنے علماء سے سن کر عمل کرتا ہے۔ اور ان پر اعتماد کرتا ہے اور کہتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کا کلام جو جید با عمل علماء اور متبعین ناصحین اور محدثین مبلغین نے ہم تک پہنچایا ہے تو میں اس پر عمل کرتا ہوں۔ جیسا کہ دیگر عوام کسی کے قول پر عمل کرتے ہیں۔ جب کہ علماء نے میری معمول حدیث کی سند صحیح آنحضرت ﷺ تک پہنچائی ہے۔ بر عکس ان مسائل کے کہ جو شتر بے مہار کی طرح ہیں۔ اس بناء پر عقلاً کی عقل پر تعجب آتا ہے۔ کہ ایک طرف قرآن مجید ہے۔ جو قیامت تک باقی رہے گا۔ اور اس پر مزید آحادیث رسول ﷺ ہیں۔ جو اب ہر مسئلے پر میسر ہیں۔ اور آخر الزمان تک رہیں گی۔ جن میں کسی طرح تحریف کا شبہ نہیں۔ اب یہ عقلمند کتاب وسنت کو تو عمل میں مرجوع سمجھیں۔ اور اقوال رجال اور آراء رجال کی محض تقلید اباء کے پش نظر راجح قرار دیں۔ تو حیف اس تحصل پر حالانکہ محدثین کے گروہ عادل گروہ ہیں۔ اس کی شہادت آپ ﷺ سے ملتی ہے۔ جو ہر طبقہ محدثین کو شامل ہیں۔ اور یہ فضیلت صرف اس طبقہ کی شان وشوکت کے لئے ہے۔ کسی اور کو اس میں گنجائش نہیں۔ (آپ انصاف کریں) کے افضل کے ہوتے ہوئے مفعول کی اتباع کیا معنی اس موضوع پر مفصل بحث طویل کلام کی متقاضی ہے۔ اور ایسی تالیف کی متقاضی ہے۔ جو پیاس بجھادے۔ ہم نے اپنے رسالہ الجنۃ میں اس موضوع پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ اگر سائل طالب رشد ہو تو یہ کتاب اس کے لئے کافی ہے۔ اور اگر اس نے عامل بالحدیث اور عامل با اقوال خیرا الوار ہر محض طعنہ زنی کرتی ہو۔ تو ہیچ۔ (قرآن مجید کے ارشاد ک مطابق یہی کہیں گے۔) رسول کے حکم کی خلاف ورزی

کرنے والوں کو ڈرنا چاہیے۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد 12 ص 192

محدث فتویٰ